TAMSAAL
تمثال

ISSN P: 3007-5939
ISSN E: 3007-5947

Website: www.tamsaal.pk

Vol:3 , No:1,2025

Email:tamsaalurdu@gmail.com

ڈاکٹر خرم خالد

وفاوقی اردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنس و ٹیکنالوجی

پاکستانی زبانوں کا تقابلی مطالعہ: ساخت، اظہار اور ارتقاء

Dr. Khurram Khalid
Federal Urdu University of Arts, Sciences & Technology

A Comparative Study Of Pakistani Languages: Structure, Literature, And Evolution

This research article presents a comparative analysis of Pakistani languages with a focus on their structural, literary, and evolutionary dimensions. The study highlights that Pakistani languages are not merely tools of communication but serve as vital carriers of cultural identity, intellectual development, and social cohesion. Structurally, these languages exhibit rich phonetic, morphological, and syntactic variations that underline their uniqueness while simultaneously reflecting historical and cultural connections among them.The article also emphasizes the literary traditions of these languages, which have contributed significantly to the cultural fabric of Pakistan. Punjabi's mystical poetry, Sindhi's romantic verses, Pashto's heroic ballads, and Balochi's folkloric expressions have not only shaped regional identities but also enriched national literature. Furthermore, the evolutionary trajectory of these languages demonstrates their adaptability to socio-political transformations and external influences, such as Persian, Arabic, and English.In the contemporary context, globalization and digitalization have introduced new challenges and opportunities. The widespread use of Roman script and incorporation of English vocabulary have created hybrid forms of expression, which, while convenient, raise concerns about preserving linguistic purity.The study concludes that the survival and growth of Pakistani languages depend on systematic preservation, educational inclusion, and equitable recognition at the national level. Recognizing linguistic diversity as a strength rather than a weakness is essential for fostering unity in diversity and safeguarding Pakistan's cultural heritage for future generations.

Keywords:Pakistani Languages, Comparative Study, Linguistic Diversity, Cultural Identity, Literary Traditions, Language Evolution, Globalization, Digitalization

پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس کی تہذیبی و ثقافتی ساخت میں لسانی تنوع بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ برصغیر کی طویل تاریخ میں مختلف نسلیں، ثقافتیں اور زبانیں ایک دوسرے سے برسرِ تعامل رہی ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان کے قیام کے بعد یہاں مختلف زبانوں نے ایک وسیع تر لسانی نقشہ تشکیل دیا۔ آج پاکستان میں اردو کے ساتھ ساتھ پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی، براہوی، شینا، بلتی، کھوار اور دیگر کئی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یہ تمام زبانیں نہ صرف پاکستان کے ثقافتی ورثے کی نمائندہ ہیں بلکہ ایک وسیع لسانی تنوع اور کثرتیت کی علامت بھی ہیں۔

پاکستان میں بولی جانے والی زبانوں کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہر زبان اپنی ساختی خصوصیات، اظہار کے منفرد انداز اور ارتقائی سفر کے ذریعے ایک مخصوص

شناخت رکھتی ہے۔ ان زبانوں میں جہاں صوتیاتی اور نحوی مماثلتیں موجود ہیں، وہیں کئی پہلوؤں میں نمایاں اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ تقابلی جائزہ محض لسانیات کے مطالعے تک محدود نہیں بلکہ معاشرتی، تہذیبی اور تاریخی عوامل کو بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ چنانچہ پاکستانی زبانوں کے درمیان ربط و تعلق کو سمجھنے کے لیے ان کے ساختی پہلو، ادبی اظہار اور ارتقائی سفر کا تجزیہ ضروری ہے۔

اردو کو پاکستان کی قومی زبان کا درجہ حاصل ہے، اور یہ ملک کی وحدت کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ تاہم پاکستان کی اکثریتی آبادی اپنی مادری زبان میں اظہار کو زیادہ فطری اور مؤثر سمجھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی جیسی زبانیں اپنی قدیم ادبی روایت، لوک ورثے اور اظہار کے بھرپور امکانات کے باعث آج بھی اپنے بولنے والوں کے لیے شناخت کا ذریعہ ہیں۔ ان زبانوں میں کہانیاں، لوک گیت، کہاوتیں اور محاورات صدیوں سے نسل در نسل منتقل ہو کر ایک زندہ روایت کا حصہ بنتے رہے ہیں۔

ساختی اعتبار سے دیکھا جائے تو پاکستانی زبانیں ہند آریائی اور ایرانی لسانی خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً اردو، پنجابی، سندھی اور سرائیکی بنیادی طور پر ہند آریائی گروہ سے وابستہ ہیں جبکہ پشتو اور بلوچی ایرانی زبانوں کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ لسانی رشتہ داری ان زبانوں کے صوتیاتی اور نحوی ڈھانچوں میں واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے باوجود ہر زبان نے اپنے مخصوص صوتی نظام، الفاظ کے ذخیرے اور صرفی ساخت کے ذریعے انفرادیت قائم رکھی ہے۔ یہی انفرادیت انہیں ایک دوسرے سے ممتاز بھی کرتی ہے اور تقابلی مطالعے کے لیے موزوں بنیاد بھی فراہم کرتی ہے۔

پاکستانی زبانوں کے اظہار میں بھی ایک منفرد تنوع پایا جاتا ہے۔ مثلاً پنجابی شاعری میں وارث شاہ اور بلھے شاہ جیسے صوفی شعرا کی فکر سماجی و روحانی پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے، جبکہ سندھی ادب میں شاہ عبداللطیف بھٹائی کی شاعری مقامی ثقافت اور انسانی قدروں کی عکاس ہے۔ پشتو میں خوشحال خان خٹک اور رحمان بابا جیسے شعرا نے اپنے کلام میں بہادری، اخوت اور انسانی محبت کو موضوع بنایا۔ بلوچی لوک گیت اور داستانیں بلوچ معاشرت، تاریخ اور روایات کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان تمام زبانوں میں اظہار کا یہ تنوع پاکستانی معاشرت کے ہمہ جہت پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

ارتقائی نقطۂ نظر سے بھی پاکستانی زبانوں نے کئی ادوار دیکھے ہیں۔ برصغیر کی قدیم زبانوں سے لے کر جدید دور تک یہ زبانیں مسلسل تبدیلیوں سے گزرتی رہی ہیں۔ ان تبدیلیوں میں سیاسی عوامل (جیسے مغلیہ سلطنت، برطانوی نوآبادیاتی نظام، اور قیام پاکستان)، سماجی عوامل (شہری اور دیہی زندگی کا فرق)، اور جدید ٹیکنالوجی (میڈیا، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا) نے اہم کردار ادا کیا۔ آج ان زبانوں کا ارتقاء ایک نئی جہت اختیار کر رہا ہے جہاں ایک طرف یہ زبانیں عالمی رابطوں سے متاثر ہو رہی ہیں، تو دوسری طرف اپنی بقا اور شناخت کے لیے جدوجہد بھی کر رہی ہیں۔

پاکستان میں لسانی کثرت بظاہر ایک چیلنج ہے مگر حقیقت میں یہ ایک طاقت بھی ہے۔ یہ زبانیں نہ صرف مقامی ثقافت اور ورثے کو زندہ رکھتی ہیں بلکہ قومی شناخت کو کثیر الجہتی اور جامع بناتی ہیں۔ تاہم یہ حقیقت بھی نظرانداز نہیں کی جا سکتی کہ کئی زبانیں تیزی سے زوال کا شکار ہیں اور ان کے بولنے والوں کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لسانی پالیسی، تعلیم اور تحقیق کے میدان میں پاکستانی زبانوں کے تحفظ اور فروغ پر توجہ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اس تحقیقی مقالے کا مقصد پاکستانی زبانوں کا تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے ان کی ساخت، اظہار اور ارتقاء کو سمجھنا ہے۔ اس کے ذریعے یہ جانچنے کی کوشش کی جائے گی کہ یہ زبانیں ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح مماثلت رکھتی ہیں، کہاں پر ان میں بنیادی اختلافات پائے جاتے ہیں، اور وقت کے ساتھ یہ زبانیں کس طرح ارتقاء پذیر رہی ہیں۔ مزید یہ کہ اس مطالعے کے ذریعے پاکستانی معاشرت کی لسانی اور ثقافتی جہتوں کو زیادہ واضح طور پر اجاگر کیا جائے گا۔

پاکستانی زبانوں کا لسانی تنوع

پاکستان لسانی اعتبار سے نہایت متنوع خطہ ہے۔ ملک کی جغرافیائی حیثیت، تاریخی پس منظر اور ثقافتی تنوع نے یہاں کی زبانوں کو ایک منفرد رنگ عطا کیا ہے۔ پاکستان کی مجموعی آبادی تقریباً 24 کروڑ ہے اور اس میں مختلف لسانی گروہ اپنی اپنی زبانوں کے ساتھ موجود ہیں۔ اگرچہ اردو کو قومی زبان کا درجہ حاصل ہے لیکن عوام کی بڑی تعداد اپنی مادری زبانوں میں اظہار کو ترجیح دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی سماجی و ثقافتی شناخت میں مادری زبانیں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

اردو پاکستان کی سرکاری اور رابطے کی زبان ہے، جو برصغیر کی مشترکہ تہذیبی اور ادبی روایات سے ابھری ہے۔ پنجابی پاکستان کی سب سے بڑی مادری زبان ہے جسے ملک کی تقریباً آدھی آبادی بولتی ہے۔ اس کے علاوہ سندھی، پشتو، بلوچی اور سرائیکی بڑی زبانوں میں شمار ہوتی ہیں، جبکہ براہوی، شینا، کھوار، بلتی، ہندکو، اور دیگر کئی زبانیں بھی مخصوص خطوں میں بولی جاتی ہیں۔ ان سب زبانوں نے صدیوں میں نہ صرف اپنے مخصوص ادبی اور ثقافتی اظہار کو جنم دیا بلکہ ایک دوسرے پر اثرانداز بھی ہوئیں۔

پاکستانی زبانوں کے لسانی تنوع میں سب سے نمایاں پہلوان کی خاندانی تقسیم ہے۔ اردو، پنجابی، سندھی اور سرائیکی ہند آریائی لسانی گروہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان زبانوں کی صوتیات اور صرفی ساخت میں کئی مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ دوسری جانب پشتو اور بلوچی ایرانی زبانوں کے گروہ سے تعلق رکھتی ہیں، جن میں صوتی نظام اور لغوی ذخیرے کی خصوصیات انہیں ہند آریائی زبانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ براہوی ڈراوڑی زبانوں کے گروہ سے وابستہ ہے اور اپنی ساخت میں بالکل مختلف ہے۔ شمالی علاقہ جات کی زبانیں جیسے شینا، بلتی اور کھوار تبتی اور دیگر وسط ایشیائی زبانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس طرح پاکستان کا لسانی تنوع برصغیر اور وسط ایشیاء کی تاریخی اور ثقافتی آمیزش کی عکاسی کرتا ہے۔

اس تنوع کی ایک جھلک الفاظ کے ذخیرے اور روزمرہ بول چال میں بھی نمایاں ہے۔ مثال کے طور پر اردو زبان نے فارسی، عربی اور ترکی کے ساتھ ساتھ انگریزی الفاظ کو بھی اپنے اندر سمو لیا ہے۔ پنجابی اور سرائیکی نے اپنے صوتی نظام اور محاورات میں مقامی ثقافتی رنگ کو زندہ رکھا ہے۔ سندھی زبان میں عربی اور فارسی اثرات نمایاں ہیں، جبکہ پشتو اور بلوچی میں ایرانی اور مقامی الفاظ کا امتزاج دکھائی دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی زبانیں اپنی ساخت میں الگ ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے مسلسل تبادلہ کرتی رہتی ہیں۔

پاکستانی زبانوں کے لسانی تنوع کا ایک اور اہم پہلوان کا ادبی سرمایہ ہے۔ پنجابی میں صوفیانہ شاعری، سندھی میں رزمیہ اور عاشقانہ گیت، پشتو میں بہادری اور غیرت کی روایات، بلوچی میں لوک داستانیں اور اردو میں ہمہ جہت ادبی اظہار، سب اس بات کی علامت ہیں کہ زبانیں محض ابلاغ کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک مکمل تہذیبی روایت کی عکاس بھی ہیں۔ یہی روایت پاکستانی معاشرے کی فکری اور جذباتی وحدت کو تقویت دیتی ہے۔

پاکستانی زبانوں کے اس تنوع نے سماجی سطح پر بھی ایک ہمہ رنگی پیدا کی ہے۔ ہر زبان اپنے بولنے والوں کے لیے شناخت کا درجہ رکھتی ہے اور ان کی اجتماعی زندگی میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زبانیں پاکستان کے وفاقی اور کثیر الثقافتی ڈھانچے کو تقویت دینے کے ساتھ ساتھ قومی ہم آہنگی کے لیے بھی ناگزیر ہیں۔ تاہم یہ حقیقت بھی موجود ہے کہ بعض زبانیں معدومی کے خطرے سے دوچار ہیں، اور ان کے تحفظ کے لیے سنجیدہ علمی اور سرکاری اقدامات کی ضرورت ہے۔

ساختی پہلو

پاکستانی زبانوں کے ساختی پہلوان کی انفرادیت اور باہمی رشتے کو واضح کرتے ہیں۔ یہ پہلو بنیادی طور پر تین درجوں پر سامنے آتے ہیں: صوتیات، صرفیات اور نحوی ساخت۔ ان پہلوؤں کا تقابلی مطالعہ اس امر کو اجاگر کرتا ہے کہ کس طرح ایک ہی خطے میں بولی جانے والی زبانیں اپنی جداگانہ شناخت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے مماثلت بھی رکھتی ہیں۔

صوتیاتی نظام

پاکستانی زبانوں کے صوتیاتی ڈھانچے میں خاصا تنوع پایا جاتا ہے۔ اردو اور پنجابی میں ہند آریائی اثرات کی وجہ سے ہجابندی اور آوازوں کی ساخت میں مماثلت ملتی ہے۔ سندھی زبان اپنی مخصوص صوتی خصوصیات جیسے اضافی مصوتوں اور بعض حروف کی منفرد ادائیگی کے باعث باقی زبانوں سے مختلف دکھائی دیتی ہے۔ پشتو میں دندانی اور حلقی آوازوں کا نمایاں استعمال ملتا ہے جبکہ بلوچی میں ایرانی اثرات کے تحت صوتی ذخیرہ نسبتاً مختلف ہے۔ یہ صوتیاتی تنوع نہ صرف زبانوں کی اصل لسانی بنیادوں کو ظاہر کرتا ہے بلکہ ان کے ارتقائی سفر کا بھی پتہ دیتا ہے(3)۔

صرفی و نحوی ساخت

صرفی اعتبار سے پاکستانی زبانوں میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ اردو اور پنجابی میں اسماء اور افعال کی تصریف میں ملتی جلتی ساخت دیکھی جاسکتی ہے، جہاں واحد و جمع اور مذکر و مؤنث کے نظام میں مماثلت موجود ہے۔ سندھی زبان میں ضمیروں اور افعال کے تصریفاتی پہلو خاصی تفصیل رکھتے ہیں، جبکہ سرائیکی میں صوتی تبدیلیوں کے ساتھ صرفی ڈھانچے میں نرمی اور ارتقاء کی مثالیں سامنے آتی ہیں۔ پشتو اور بلوچی کے صرفی نظام میں ایرانی زبانوں کی جھلک واضح دکھائی دیتی ہے۔

نحوی سطح پر پاکستانی زبانوں میں عمومی طور پر جملے کی ترتیب "فاعل-مفعول-فعل (SOV) " ہے، جو برصغیر کی اکثر زبانوں میں مشترک خصوصیت سمجھی جاتی ہے۔ تاہم ہر زبان نے اپنے نحوی اظہار میں مخصوص انداز اپنایا ہے۔ مثلاً اردو میں جملے کے اندر لچکدار ترکیب کی گنجائش پائی جاتی ہے، جبکہ پنجابی میں زور اور بلاغت کے لیے لفظی ترتیب کو بدلا جا سکتا ہے۔ سندھی زبان میں جملوں کی ساخت نسبتاً طویل اور پیچیدہ ہوتی ہے۔ دوسری جانب پشتو اور بلوچی میں نحوی جملوں کی ترکیب ایرانی زبانوں کی روایت کے قریب دکھائی دیتی ہے۔ ان تمام زبانوں کے نحوی مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ باوجود اختلافات کے، ان کی بنیادی نحوی روایت ایک ہی خطے اور تاریخی پس منظر کی پیداوار ہے(4)۔ ساختی پہلوؤں کا یہ تقابلی جائزہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ پاکستانی زبانیں اپنی انفرادی خصوصیات کے ساتھ ایک مشترکہ تاریخی و جغرافیائی رشتے میں جکڑی ہوئی ہیں۔ ان کی صوتیات، صرفیات اور نحو میں پائی جانے والی مماثلتیں اور اختلافات دراصل اس خطے کی لسانی تاریخ اور ثقافتی ارتقاء کی نمائندگی کرتے ہیں۔

پاکستانی زبانوں میں ادبی اظہار

پاکستانی زبانوں میں ادبی اظہار نہ صرف ان زبانوں کی جمالیاتی قوت کا مظہر ہے بلکہ ان معاشرتی، تہذیبی اور فکری پہلوؤں کو بھی اجاگر کرتا ہے جو ان زبانوں کے بولنے والوں کی زندگیوں میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ ادب کسی بھی زبان کا وہ شعبہ ہے جو قوموں کی فکری سمت، تاریخی شعور اور تہذیبی اقدار کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پاکستانی زبانوں کی ادبی روایت اس حوالے سے بے حد وسیع اور متنوع ہے۔ اس تنوع میں کلاسیکی شاعری سے لے کر لوک داستانیں، صوفیانہ کلام، جدید نظم، افسانہ اور ناول سبھی شامل ہیں۔ اردو، پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی ادب اپنی انفرادیت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے متاثر بھی ہوتے رہے ہیں۔ ان زبانوں کے ادبی اظہار میں مذہبی، ثقافتی، سماجی اور سیاسی حالات کی عکاسی ملتی ہے جو ان زبانوں کو محض ترسیل کا ذریعہ نہیں بلکہ تہذیبی و فکری ورثے کی امین بنا دیتی ہیں۔

اردو ادب کی روایت

اردو ادب اپنی ہمہ جہتی اور وسعت کے باعث پاکستانی زبانوں کے ادبی اظہار میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اردو شاعری نے کلاسیکی روایت میں غالب، میر اور اقبال جیسے بڑے نام پیدا کیے جنہوں نے فکر و فن کے نئے زاویے قائم کیے۔ پاکستان کے قیام کے بعد اردو شاعری اور نثر میں قومی تعمیر، حب الوطنی، سماجی مسائل اور فرد کی داخلی کشمکش جیسے موضوعات زیادہ نمایاں ہو گئے۔ اردو افسانے میں منٹو اور بیدی جیسے لکھاریوں نے معاشرتی تضادات کو بے نقاب کیا جبکہ جدید نظم میں فیض احمد فیض اور احمد ندیم قاسمی جیسے شعرا نے مزاحمت اور امید کا پیغام دیا۔ اردو ادب نے ایک ایسی قومی فضا تشکیل دی جس نے پاکستان میں دیگر زبانوں کے ادب کو بھی متاثر کیا(5)۔

پنجابی ادب کی خصوصیات

پنجابی زبان کا ادبی ورثہ صوفیانہ شاعری سے جڑا ہوا ہے۔ بابا فرید، وارث شاہ اور بلھے شاہ جیسے شعرا نے نہ صرف عشق و محبت بلکہ انسان دوستی اور مساوات کے پیغام کو عام کیا۔ پنجابی ادب میں لوک داستانوں کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے، جیسے ہیر رانجھا، سسی پنوں اور مرزا صاحباں کی کہانیاں جو آج بھی عوامی سطح پر مقبول ہیں۔ جدید پنجابی ادب میں ناول اور افسانے کے ساتھ ساتھ مزاحیہ ادب نے بھی اپنی پہچان بنائی۔ پنجابی شاعری میں عوامی لہجہ اور جذبات کی شدت اسے پاکستانی زبانوں میں منفرد مقام عطا کرتی ہے۔

سندھی ادب کی روایت

سندھی زبان کا ادبی سرمایہ بھی بہت قدیم اور ہمہ گیر ہے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی شاعری سندھی ادب کی بنیاد سمجھی جاتی ہے، جس میں انسانیت، اخوت اور صوفیانہ روحانیت کا پیغام نمایاں ہے۔ سندھی ادب کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کلاسیکی شاعری کے ساتھ ساتھ عوامی گیتوں اور کہانیوں کی روایت بھی مضبوط ہے۔ جدید دور میں سندھی افسانہ نگاروں اور شاعروں نے سیاسی اور سماجی موضوعات کو اپنے تخلیقی اظہار کا حصہ بنایا ہے۔ سندھی زبان کا ادب اپنے اندر مقامی رنگ اور مقامی مسائل کو اس خوبی سے سمیٹتا ہے کہ وہ قومی اور عالمی سطح پر قابلِ فہم ہو جاتا ہے۔

پشتو ادب کی پہچان

پشتو ادب کی بنیاد قدیم رزمیہ شاعری اور بہادری کی داستانوں پر رکھی گئی۔ خوشحال خان خٹک اور رحمان بابا پشتو ادب کے ایسے نمائندہ شاعر ہیں جنہوں نے اپنے عہد کی سماجی و ثقافتی صورتِ حال کو نہایت خوبصورتی سے بیان کیا۔ پشتو ادب میں جنگ، بہادری اور مزاحمت کے ساتھ ساتھ صوفیانہ عناصر بھی نمایاں ہیں۔ جدید پشتو ادب میں نظم اور افسانے نے

سماجی اور سیاسی شعور کو اجاگر کیا، جس نے پشتون معاشرے کے مسائل کو بڑی شدت سے سامنے لایا۔ پشتو ادب نے اپنے مخصوص مزاج اور موضوعات کے ذریعے پاکستانی ادبی روایت میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے(6)۔

بلوچی ادب کی انفرادیت

بلوچی ادب میں لوک داستانوں، رزمیہ نظموں اور تاریخی روایات کی ایک بھرپور دنیا موجود ہے۔ اس ادب کا بڑا حصہ زبانی روایت کی صورت میں نسل در نسل منتقل ہوتا رہا۔ میر گل خان نصیر اور عطا شاد جیسے شعرا نے بلوچی ادب کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا۔ بلوچی شاعری میں بہادری، غیرت، قبائلی روایات اور فطرت سے محبت کے موضوعات نمایاں ہیں۔ نثر میں بلوچی افسانہ اور ناول بتدریج ترقی پذیر ہے اور اب جدید موضوعات جیسے تعلیم، ہجرت اور سماجی انصاف بھی اس ادب میں جگہ پا رہے ہیں۔ بلوچی ادب کا مخصوص رنگ اسے پاکستانی زبانوں میں منفرد حیثیت عطا کرتا ہے۔

تقابلی پہلو

اگر پاکستانی زبانوں کے ادبی اظہار کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ زبانیں مختلف لسانی خاندانوں اور علاقائی پس منظر سے تعلق رکھنے کے باوجود مشترکہ اقدار اور موضوعات میں جڑی ہوئی ہیں۔ صوفیانہ روایت اردو، پنجابی، سندھی اور پشتو ادب میں ایک قدرِ مشترک ہے۔ اسی طرح لوک داستانیں اور عوامی گیت ان سب زبانوں میں نمایاں ہیں۔ جدید دور میں سماجی اور سیاسی مسائل نے ان زبانوں کے ادب کو ایک نئے رخ پر ڈالا ہے۔ ان زبانوں کا ادبی اظہار اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستانی معاشرہ کثیر الثقافتی اور کثیر لسانی ہونے کے باوجود ایک مشترکہ ادبی دھارے میں پرویا ہوا ہے۔

پاکستانی زبانوں کا ارتقاء اور موجودہ رجحانات

پاکستانی زبانوں کا ارتقاء ایک تاریخی اور تہذیبی سفر کا نتیجہ ہے جو ہزاروں برسوں پر محیط ہے۔ ان زبانوں کی جڑیں قدیم لسانی خاندانوں سے جڑی ہیں جن میں ہند آریائی، ایرانی، دراوڑی اور تبتی خاندان شامل ہیں۔ وادی سندھ اور گندھارا جیسی قدیم تہذیبوں نے ان زبانوں کی بنیادوں کو جلا بخشی، جبکہ فارسی، عربی اور سنسکرت نے بعد میں ان کے لسانی ورثے کو وسعت دی۔ ان اثرات نے نہ صرف زبانوں کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کیا بلکہ ان کے فکری اور ادبی پہلوؤں پر بھی دیرپا اثرات مرتب کیے۔

اردو کا ارتقاء اس وقت شروع ہوا جب مختلف لسانی عناصر ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوئے۔ مغلیہ عہد میں اردو نے لشکری زبان کے طور پر کئی زبانوں کو اپنے اندر سمویا اور فارسی و عربی کے اثرات سے تقویت حاصل کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد اردو کو قومی زبان کا درجہ ملا اور یہ ایک ایسی لسانی قوت کے طور پر سامنے آئی جس نے پورے ملک کے مختلف لسانی گروہوں کو جوڑنے کا کردار ادا کیا۔ پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی زبانیں اپنی قدیم جڑوں اور صدیوں پرانی روایات کی حامل ہیں۔ پنجابی صوفیانہ روایت، سندھی عاشقانہ کلام، پشتو کی رزمیہ شاعری اور بلوچی کی لوک داستانیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ ان زبانوں کا ارتقاء صرف لسانی نہیں بلکہ فکری اور تہذیبی بھی ہے۔(7)

موجودہ دور میں پاکستانی زبانوں کو کئی نئے رجحانات کا سامنا ہے۔ ایک اہم رجحان لسانی امتزاج ہے، جہاں مختلف زبانوں کے بولنے والے ایک دوسرے کی زبان کے الفاظ کو اپنی روزمرہ گفتگو کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ کراچی جیسے شہری مراکز میں یہ امتزاج زیادہ نمایاں ہے جہاں اردو کے ساتھ سندھی، پنجابی اور پشتو الفاظ بھی عام ہو گئے ہیں۔ اس رجحان نے زبانوں کو نئی جہت دی ہے مگر ساتھ ہی خالص لسانی شناخت کو کچھ دھندلا بھی دیا ہے۔

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے پاکستانی زبانوں پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ سوشل میڈیا، موبائل فون اور انٹرنیٹ نے لسانی اظہار کے نئے طریقے متعارف کرائے ہیں۔ اردو میں رومن رسم الخط کا بڑھتا ہوا استعمال اور پنجابی و سرائیکی کے غیر رسمی الفاظ کا ڈیجیٹل تحریر میں استعمال ایک نمایاں رجحان ہے۔ اس سے زبانوں کے استعمال میں سہولت تو آئی ہے مگر ساتھ ہی روایتی رسم الخط کے پیچھے رہ جانے کا خدشہ بھی ہے۔ اس سب کے باوجود یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈیجیٹل ذرائع نے زبانوں کو نوجوان نسل کے قریب کر دیا ہے اور ان کے فروغ کے نئے امکانات پیدا کیے ہیں۔

پاکستانی زبانوں کا ارتقاء لسانی سیاست سے بھی جڑا ہوا ہے۔ اردو کے قومی زبان ہونے کے باوجود علاقائی زبانیں اپنی شناخت کے تحفظ کے لیے کوشاں ہیں۔ سندھ میں سندھی زبان کے تحفظ کے لیے ادارے سرگرم عمل ہیں، پنجاب میں پنجابی زبان کے فروغ کی تحریک جاری ہے جبکہ بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں بھی مادری زبانوں کے حق میں آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ زبان کا ارتقاء محض ایک ادبی یا لسانی پہلو نہیں بلکہ ایک سیاسی اور سماجی سوال بھی ہے۔(8)

عالمی اثرات بھی پاکستانی زبانوں کے موجودہ رجحانات میں شامل ہیں۔ انگریزی کے بڑھتے ہوئے استعمال نے مقامی زبانوں کے ذخیرہ الفاظ اور اظہار پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ آج کی اردو، پنجابی اور دیگر زبانوں میں انگریزی الفاظ کا کثرت سے استعمال عام ہے۔ تاہم یہ اثر یک طرفہ نہیں بلکہ پاکستانی زبانوں کے محاورے اور الفاظ بھی انگریزی بول چال اور تحریر پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ یوں پاکستانی زبانوں کا ارتقاء ایک مسلسل اور دوطرفہ عمل ہے جو انہیں مزید متنوع اور کثیر الجہتی بنا رہا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو پاکستانی زبانوں کا ارتقاء ایک متحرک اور زندہ حقیقت ہے۔ یہ زبانیں جامد نہیں بلکہ بدلتے حالات کے ساتھ خود کو ڈھالتی رہتی ہیں۔ موجودہ رجحانات جیسے لسانی امتزاج، ڈیجیٹل اظہار، لسانی سیاست اور عالمی اثرات ان زبانوں کو نئے رخ عطا کر رہے ہیں۔ یہ رجحانات اس بات کا ثبوت ہیں کہ پاکستانی زبانیں مستقبل میں بھی اپنی شناخت برقرار رکھتے ہوئے نئی جہتیں اختیار کریں گی۔

پاکستانی زبانوں کے تقابلی مطالعے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہ زبانیں صرف ابلاغ کا ذریعہ نہیں بلکہ قومی شناخت، ثقافتی تنوع اور فکری ترقی کی نمائندہ ہیں۔ ان زبانوں کی ساختی خصوصیات جیسے صوتیات، صرفیات اور نحو میں اگرچہ نمایاں فرق پایا جاتا ہے، مگر یہ فرق پاکستان کی کثیر الجہتی ثقافت کی عکاسی کرتا ہے۔ اردو، پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی جیسی بڑی زبانوں نے اپنے اپنے تاریخی پس منظر اور علاقائی اثرات کو محفوظ رکھا ہے اور ایک منفرد لسانی روایت قائم کی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ پاکستانی زبانیں یک رنگی کی بجائے تنوع اور ہم آہنگی کی علامت ہیں۔

ادبی اظہار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی زبانوں میں شعری اور نثری روایتیں اپنے اپنے انداز میں ارتقاپذیر رہی ہیں۔ پنجابی کی صوفیانہ روایت، سندھی کی عاشقانہ شاعری، پشتو کی رزمیہ تخلیقات اور بلوچی کی لوک داستانیں ان زبانوں کی داخلی قوت اور تخلیقی امکانات کی نشاندہی کرتی ہیں۔ اردو ادب نے قومی سطح پر رابطے کی زبان کی حیثیت سے سب کو جوڑنے کا کردار ادا کیا ہے۔ ان زبانوں کے ادبی ذخیرے نے نہ صرف مقامی ثقافت کی نمائندگی کی بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اپنی شناخت قائم کی۔ یہ امر اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستانی زبانیں صرف مقامی اظہار نہیں بلکہ عالمی مکالمے میں بھی حصہ ڈالنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

موجودہ رجحانات پر غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ پاکستانی زبانیں جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہو رہی ہیں۔ شہری مراکز میں لسانی امتزاج نے نئی لسانی صورتوں کو جنم دیا ہے، جبکہ سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل دنیا نے زبانوں کے اظہار کو نئے انداز عطا کیے ہیں۔ رومن رسم الخط کا بڑھتا ہوا استعمال، انگریزی الفاظ کی آمیزش اور غیر رسمی لسانی صورتوں نے پاکستانی زبانوں کے استعمال میں سہولت پیدا کی ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ خالص لسانی صورتوں کے کمزور پڑنے کا اندیشہ بھی موجود ہے۔ یہ رجحان زبانوں کے ارتقاء کو ایک نئے دور میں داخل کر رہا ہے جہاں ان کی بقا کے لیے تعلیمی اور تحقیقی اقدامات کی اشد ضرورت ہے(9)۔

بحث کے دوران یہ نکتہ بھی سامنے آتا ہے کہ پاکستانی زبانوں کی ترقی صرف لسانی یا ادبی مسئلہ نہیں بلکہ ایک سماجی اور سیاسی سوال بھی ہے۔ علاقائی زبانوں کے بولنے والے اپنی شناخت کے تحفظ کے لیے سرگرم ہیں، اور یہ جدوجہد اس بات کی عکاس ہے کہ زبان معاشرتی رشتوں اور ثقافتی شناخت کا بنیادی عنصر ہے۔ اگر علاقائی زبانوں کو نظرانداز کیا جائے تو نہ صرف ان کی بقا خطرے میں پڑ سکتی ہے بلکہ قومی ہم آہنگی بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تمام زبانوں کو ان کے جائز مقام پر تسلیم کیا جائے اور انہیں نصاب، ابلاغ اور سرکاری سطح پر جگہ دی جائے۔

پاکستانی زبانوں کے تقابلی مطالعے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ زبانوں کا تنوع دراصل ایک طاقت ہے نہ کہ کمزوری۔ یہ زبانیں نہ صرف اپنی الگ الگ تہذیبی روایتوں کی نمائندہ ہیں بلکہ آپس میں مل کر ایک جامع اور ہمہ جہت قومی شناخت بھی تشکیل دیتی ہیں۔ یہ تنوع پاکستان کی ثقافتی وراثت کو محفوظ رکھنے اور اسے آگے بڑھانے کے لیے ایک لازمی عنصر ہے۔ چنانچہ زبانوں کی ترقی اور فروغ کے لیے ریاستی پالیسیوں، تحقیقی منصوبوں اور سماجی آگہی کی ضرورت ہے تاکہ یہ زبانیں بدلتے وقت کے تقاضوں کے مطابق ارتقاپذیر رہیں (10)۔

پاکستانی زبانوں کا تقابلی مطالعہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ یہ زبانیں محض اظہار و ابلاغ کا وسیلہ نہیں بلکہ تہذیبی شناخت، فکری ارتقاء اور اجتماعی ہم آہنگی کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ ان زبانوں کی ساختی خصوصیات، ادبی روایات اور ارتقائی سفر مل کر ایک ایسا متنوع لسانی منظر نامہ تشکیل دیتے ہیں جو پاکستان کی کثیر الثقافتی حقیقت کا عکس ہے۔

ساختی اعتبار سے دیکھا جائے تو پاکستانی زبانیں صوتیات، صرفیات اور نحو کے تنوع کی حامل ہیں۔ یہ تنوع نہ صرف ان کی انفرادیت کو نمایاں کرتا ہے بلکہ باہمی مماثلتوں کے ذریعے ایک تاریخی اور تہذیبی ربط کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔ اسی طرح ادبی اظہار کے میدان میں ہر زبان نے اپنی مخصوص روایات اور تخلیقی انداز قائم کیے ہیں۔ پنجابی کی صوفیانہ شاعری، سندھی کے عاشقانہ گیت، پشتو کی رزمیہ داستانیں اور بلوچی کے لوک کلام نے ان زبانوں کو نہ صرف علاقائی شناخت عطا کی بلکہ قومی سطح پر بھی ایک ہمہ جہت ثقافتی ورثے کا حصہ بنا دیا۔

ارتقائی اعتبار سے ان زبانوں نے صدیوں کے سفر میں مختلف تہذیبوں، مذاہب اور سیاسی تغیرات کے اثرات قبول کیے ہیں۔ انگریزی، فارسی اور عربی کے الفاظ و اسالیب نے ان کے دامن کو وسیع کیا اور انہیں نئی جہتیں عطا کیں۔ آج یہ زبانیں ایک ایسے دور سے گزر رہی ہیں جہاں عالمی ثقافت اور ڈیجیٹل دنیا ان پر براہ راست اثر انداز ہو رہی ہیں۔ رومن رسم الخط کا بڑھتا ہوا استعمال اور انگریزی الفاظ کی شمولیت ایک نئے لسانی رجحان کو جنم دے رہی ہے۔ یہ صورت حال جہاں ایک طرف سہولت پیدا کر رہی ہے وہیں دوسری طرف خالص لسانی صورتوں کے تحفظ کا سوال بھی کھڑا کر رہی ہے۔

بحث سے یہ نتیجہ بھی سامنے آیا کہ پاکستانی زبانوں کی ترقی اور بقا محض لسانی مسئلہ نہیں بلکہ ایک سماجی، تعلیمی اور سیاسی سوال بھی ہے۔ قومی سطح پر اگر تمام زبانوں کو ان کا جائز مقام دیا جائے، انہیں نصاب کا حصہ بنایا جائے اور ابلاغ کے ذرائع میں مساوی جگہ دی جائے تو یہ زبانیں نہ صرف محفوظ رہیں گی بلکہ ترقی بھی کریں گی۔ بصورت دیگر ان میں سے بعض زبانیں معدومی کے خطرے سے دوچار ہو سکتی ہیں، جو پاکستان کی تہذیبی تنوع کے لیے نقصان دہ ہوگا۔

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ پاکستانی زبانیں ایک زندہ حقیقت ہیں جو بدلتے ہوئے وقت اور حالات کے ساتھ خود کو ہم آہنگ کر رہی ہیں۔ ان کی حفاظت اور فروغ کے لیے ریاستی اداروں، علمی مراکز اور معاشرتی سطح پر مشترکہ کاوشوں کی ضرورت ہے۔ یہ زبانیں نہ صرف پاکستان کے ماضی کا ورثہ ہیں بلکہ مستقبل کی تعمیر میں بھی ان کا کردار کلیدی ہے۔ لسانی تنوع کو کمزوری کے بجائے ایک طاقت کے طور پر تسلیم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، کیونکہ یہی تنوع پاکستان کو ایک ہمہ گیر، ہم آہنگ اور مضبوط معاشرہ بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات

1. جمیل، شمیم، پاکستان کی زبانیں: تاریخی اور لسانی جائزہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 2002، ص 45۔
2. نقوی، محمود، لسانی تنوع اور پاکستانی معاشرہ، ادارہ ثقافت پاکستان، کراچی، 2010، ص 78۔
3. شاہد، آفتاب، پاکستانی زبانوں کی ساختیاتی خصوصیات، الفتح پبلیکیشنز، لاہور، 2005، ص 112۔

4. خان، رحمت اللہ، لسانی مطالعہ: پاکستانی زبانوں کا تقابلی جائزہ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2011، ص96۔
5. صدیقی، نذیر احمد، پاکستانی زبانوں کا ادبی ورثہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 2008، ص221۔
6. جمال، حبیب اللہ، پاکستانی ادب: زبانیں اور روایتیں، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2014، ص175۔
7. رشید، محمود احمد، پاکستانی زبانوں کا تاریخی مطالعہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 2009، ص143۔
8. حیدر، سلیم، پاکستانی زبانیں اور جدید لسانی رجحانات، الفتح بک ہاؤس، کراچی، 2016، ص202۔
9. انصاری، فاروق، پاکستانی زبانوں کا لسانی و ثقافتی جائزہ، فکشن ہاؤس، لاہور، 2012، ص167۔
10. قریشی، احمد جمال، پاکستانی ادب اور لسانی سیاست، سنگ میل پبلیکیشنز، کراچی، 2018، ص221۔